

معارف اسلام

افتتاحی نمبر
حقیقی نور و توحید، ایمان میں آگے بڑھنا اور ایمان کو روشن کرنا

نمبر (۱۳) مطبوعہ ۳ مارچ ۱۹۹۲ء جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشا

قیمت مسلمان اہل شہر سے
قیمت بیرونیات سے موصول ٹک
قیمت دوکانوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر کاپی ایک
ایک شخص کے نام سات کاپی کے نام وصول ہونے پر ایک
کاپی مفت دی جائے گی ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی

ایک پیوکیل

یسوع مسیح کو جو داؤد کی نسل سے ہوا دیکھو۔
کہ وہ ۲۰۰۰ برس سے ہی اٹھتا۔ میری انجیل کے موافق د۔
نمط ۲۰۰۰-۸-۲
اس میں شک نہیں کہ یسوع مسیح ہم کی نسبت

داؤد کی نسل سے ہوا۔ مگر مقدس روح کی نسبت نہ رکھے
مگر خدا بننے ہی آئے تھے کے بعد خدا کا ميثا ثابت ہوا۔ لیکن
یہ ہماری قابل لحاظ اور اس کی اکریت پر دال ہے کہ وہ
کی اصل ہی ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا کہ تم میری اصل
پسے فرستے کو بھیجا کہ کہیں وہ میں بن باتوں کی کو اسی تو
کو دے۔ میں داؤد کی اصل نسل اور صبح کا نورانی ستارہ ہوں
مگر شفا ۲۰-۲۱-۲۲ پہلی کیفیت سے کہ مسیح داؤد کی نسل
سے ہو گا۔ تو یہودیوں کی آکاہی۔ مگر دوسری حقیقت سے
کہ وہ داؤد کی اصل ہی ہو گا بہت کم رنگ واقعہ تھے۔
اور یہ ایک ایسی گہری بات تھی کہ کیسا ہی مفصل بیان
اس کا کیا جاتا۔ تو بھی انسان کے ناقص اور محدود فہم میں
اس کا لکھنا آسان اور قریب الفہم ہونا ایک نہایت
مشکل امر تھا۔ جیسا کہ ہم انجیل مقدس سے معلوم کرتے
ہیں۔ کہ فریسیوں سے جو فی زمانہ علم و فہمیت میں مشہور
لوگ تھے جب خداوند مسیح نے سوال کیا۔ کہ مسیح
کے حق میں تمہارا کیا گمان ہے۔ وہ اس کا ميثا ہی؟ تو
انہوں نے وہی جواب دیا جو ایک معمولی یہودی قوم کا

اور کوئی آدمی نہیں اسے سکتا تھا۔ یعنی یہ کہ۔ وہ داؤد
کا بیٹا ہے۔ مگر جب خداوند نے اس سے کہا۔ کہ تمہارا داؤد
روح کے بتانے سے اسے خداوند کیونکر کہتا ہے؟
جیسا کہ زبور میں لکھا ہے کہ۔ خداوند نے میرے خداوند کو
کہا۔ کہ جب تک میں نہیں دشمنوں کو تیرے پاؤں کی
چوکی نکالوں۔ تو میرے دینے بیٹھتا پس جب داؤد اس
کوئی اوند کہتا ہے۔ تو وہ اس کا بیٹا کیونکر کہتا ہے؟
مول فہم کو سن کر کوئی شخص حاضر میں سے اس کے
جواب میں ایک بات نہ بول سکا۔ کیونکہ یہ بزرگ فہم
تک روح پاک کے فیضان سے انسان کے نور ظہور
منکشف نہ ہو وہ اس کو ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ اور نیز اس
کے یسوع مسیح کو خداوند کہہ سکتا ہے۔
اب پولوس رسول قسطنطنیہ کو اس کا ميثا میں خدا
انسان کے یاد رکھنے کے لئے کہ وہ مرد نہیں ہے جی اٹھتا ہے
تاکہ کہ وہ ادا رکھتا ہے کہ اس کے مردوں میں سے جی اٹھے گی
تعلیم میری انجیل کے موافق ہے۔ فی حقیقت مسیح کا مردوں
میں سے جی اٹھنا مسیحیت کی عمارت کی عراب کا ذات ہے اور

سیت کو دنیا کے تمام مذاہب پر کسی نئے بتی اور وقت حاصل ہے کہ اس کا بانی ایک سادہ رت والا شخص ہے جس نے موت کو نیست کیا۔ اور زندگی اور بقا کو انہیں سے روشن کر دیا۔ جبکہ انسان ایک دوسری شریعت کو اپنے عضووں میں غفل کی شریعت سے ہٹاتے اور ان کی شریعت کا گرفت ہوتے دیکھ کر آس بات اور گناہ کی مزدوری سے غفلت و دست گسی حاصل کہنے کی فکر میں ہیں۔ دہنا ریع قرار ہو چکا تھا۔ کہ میں تو سخت محبت میں ہوں۔ اس گناہ کے بدن سے مجھے کون چھڑے گا؟ تو خدا کے بے حد فضل سے یہ خوشخبری اس کو دی گئی کہ مسیح کے ہی اٹھنے سے جو کامل خدا۔ اور کامل انسان ہے۔ فتح سے موت کو گھلایا۔ اس موت تیرا تک کہاں۔ اس تیر تیری فتح کہاں؟ پس وہ مومنین جو اس کو یاد رکھتے۔ کہ ان کا خداوند ایک زندہ خداوند ہے جو فرما ہے کہ تم موت میں اول و آخر۔ اور زندہ ہوں۔ اور میں خواہتا۔ اور دیکھ میں اب تک زندہ ہوں۔ آمین۔ اور عالم غیب اور موت کی کنجیاں مجھ پاس ہیں۔ وہ موت سے گذر کر اس کے ساتھ ابدی زندگی میں داخل ہوں گے۔ جہاں خدا ان کی آنکھوں سے ہر ایک اس کو پہنچے گا۔ اور ہر موت نہ ہوگی۔ اور نہ غم و نہ نا۔ اور نہ پھر دکھ ہوگا۔ کیونکہ اگلی چیزیں گذریں۔ اور اب کچھ بنا کیا گیا ہے۔

تواریخ المسیح

اس نامہ اور مفید کتاب کا دوسرا حصہ جنفی محلہ اترسر
منٹل پریس سے شائع ہوا ہے۔ بہرہ دیو یو موصول دفتر نوزشتہ
ہو کر اس وقت ہماری میز پر پہنچا۔ جس وقت اس کا پہلا حصہ
ہماری نظر سے گذرنا تھا۔ اسی وقت سے ہم حصہ دوم کے بہت
جلد دیکھنے کے ارادہ مند مشتاق تھے۔ ناظرین کو معلوم ہوگا
کہ تاریخ المسیح کے مصنف ہمارے افضل الفضلہ اکمل النما

پادری سووی عہد الدین لائبریریا صاحب لائبریری میں جنہوں
نے نہایت سچی و تصدیق و فائیدہ اور ایمان باطلہ کی کتب
فرزیر میں فی زمانہ تمام ہندوستانی مسیحی مصلحتوں سے گئے
بھقت کے جا کر کتبہ مسودہ ضعیف و قالیف فرمائی ہیں جن
سے اندو خواں مسیحیوں نے نہایت فواید دینی حاصل کئے
میں تواریخ مسیح کے پہلے حصہ میں خداوند مسیح جل شانہ
کے نسب نامہ عالی اور اہوا و احباب کا بیان ہے۔ اور دوسرے
نہایت وضاحت کے ساتھ تولد شریف سے لیکر معرہ
جانے۔ اور وہاں سے واپس آکر ناصرت میں سکونت پذیر
ہونے تک کے بیان میں ہے۔ فی الحقیقت تمام کلام اللہ کا
حاصل یہی ہے کہ انسان کے لئے نجات اور سعادت الہی
حاصل کرنے کے لئے خداوند مسیح کو واقعی اوصیح طور
پر پہچان کر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کی زندگی اور
لازوال خوشی صرف اس نجات دہندہ کی پہچان اور ایمان پر منحصر
و موقوف ہے۔ بیشک یہ صاف و سادہ تواریخ مسیح
ہندوستانی مسیحیوں کے لئے ایک نہایت قیمتی تحفہ ہے۔ کہ
وہ اس مولود شریف کو رواج دیں۔ حاجی مجلسیں کیا کریں۔
اور مولود پر ہا کریں تاکہ سب حصہ مجلس نہیں اور مسیح
ممانئیل کی بے نظیر تواریخ سے اپنی رحوں کے لئے تقویت
و تازگی حاصل کریں۔

دوسرے حصہ کی پہلی فصل کیفیتِ نانوہ تولیدِ جی کے بیان میں یوں لکھا ہے کہ :- جس زمانہ میں ہمارا خداوند صبحِ تولد ہوا تھا اُس زمانہ میں درمیانِ تمام دنیا کے امنِ چین تھا کہیں جنگ، جہل نہ تھا ہر طرف صلح تھی۔ اور یہودی لوگ اُن ایام میں زیادہ مسیح موعود کے منتظر تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ اب وہ آئے گا۔ اور درمیان بعض غیر قوموں کے بھی مسیح کا بہت چرچا اور اشتیاق تھا خصوصاً ممالکِ شہرہ میں اور سپہ سوارِ جنگ کے سبب سے یہ اشتیاق زیادہ ہوا تھا۔ طالسٹس اور سیسیلی نیوس دورانی مورخ جو مسیحی دین کے مخالف

انہوں نے خون سے اس کے ناکھوس کا پیالہ بزرگوار کیا تا کہ اب کو کچھ سے اس کو اپنی کمیت کی نشان سے ملا کر پیشین گوئی کر سکے۔

ہیں اپنی تابوں میں جو لکھتے ہیں (طالع طس حباب
فصل ہم بہرگان عام تھا کہ ملک ہو دیر سے کوئی بادشاہ
تخلیک کا (مسید طی بنو طس ہم باب تمام شرقی ملک میں بہر
پراخیال پیشہ قایم رہا اُن ایام میں ہر جب تقدیر الہی کے وہ جو
ملک ہو دیر سے نکلیں گے محکماً لکھیں گے خیر خیال ضرور
پڑانا تھا کہ عہد آدم سے جلاوت تھا اور اسراہیم کے وقت سے
طال کی نبی کے عہد تک اس کی خوش سیرج اور تصدیق نیا
سے منقش ہو چکی تھی اس خیال پر کلام اللہ میں بہت زور
ہو بلکہ جو کوئی تمام کلام اللہ کے طلبہ اور مصلیٰ مقصد سے آکا
ہو وہ جانتا ہو کہ اسی خیال کا تصور مع تصدیق آدمی کے لئے
نجات اور ابدی سعادت کا باعث رہا جو اس باب بھی جو۔

جن ایام میں مسیح خداوند تولد ہوئے پر تھیں انوں سے
خیال پر زیادہ اور اس لئے ہوا تھا کہ پیشین گوئیوں کا وقت پورا
ہوا لہذا آٹھادو پیشگوئیاں کلامِ قدیم ایسی ہیں جو مسیح کی
پہلی آقا وقتِ کھلائی میں (سیدائش ۲۴-۲۵) اذانیل ۲۴
سے ۲۷ اور مسیح کا نابھیک انہیں دو پیشین گوئیوں کے طور پر
وقت پر سہا بر اور یہ بھی سکھ کے جو خود مسیح جو نے چھدا کی
طرف سے ایک چھتہ دلیل ہے۔ اگرچہ پیشین گوئیاں تا قریب تک ظہور
میں آویں پورے طور پر انسان کی سمجھ میں نہیں آیا کرتیں تاہم کسی
قدر انسانی فہم میں غمزہ و گمانش بہت ہی میں یعقوب کی
پیشنگوی کا یہ پیش تھا کہ میرے بیٹے یہود کے گھر میں سلطنت
آدگی اور میری سلطنت جالی رہے گی مگر اس کے ذیل کا آخری حکم
جانے نہ پایا گیا جب تک کہ سرخ نہ آجائے جسے مسیح آجاءوے
نائب آخری حاکم جا کر کیا (گفتی ۲۳-۱۰) وہوں سے ثابت ہو کر تولد
مسیح کے وقت قومِ آدم میں بیٹے شعیر سے ایک شخص شہر میں حاکم بنی
ہوگا اس کو مسیح کے مایا گیا۔ اب دیکھو کہ یعقوب کی پیشنگوی کے
موافق ۴۳۳ برس بعد او کو دے وقت سے یہود انکی بادشاہی
قائم ہوئی اور ۴۵۳ برس تک وہی اور اسی ہی کے وقت جاتی ہی
اور اس کے قدموں کے درمیان کے حاکم ہونے شروع ہو گئے جو کہ

مکمل مسئلہ

بقیہ تنقیہ مباحثہ
بقیہ نمبر ۱۰ - مسئلہ نجات

دوسرا امر
رحم بلا مبادلہ یا با مبادلہ

(۲) مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ گناہ کی غلامی بھی ہو کہ قانون الہی کے توڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ پس ضرور ہوا کہ پہلے قانون موجود ہو مگر قانون تو کسی خاص زمانہ میں موجود ہوگا اس لئے خدا تعالیٰ کا عدل اس کے رحم کے دوش بدوش نہیں ہو سکتا بلکہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب قانون نفاذ پا کر اور پھر اسکی خلاف ورزی کی جاوے۔ (کیا مرزا صاحب رحم اس خلاف ورزی سے پہلے ہو سکتا ہے؟ اس سے پہلے اس کی کیا ضرورت ہے؟) پس متفق ہو کہ یہ اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اپنے قانون کی خلاف ورزی کی کہ سزا میں مقرر کرے اور پھر ان سزائوں کے معاف کرنے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق شرائط اور حدود ٹھہرائے۔ (دیکھئے مرزا صاحب جس بات کو آپ مقدم ٹھہرانا چاہتے ہیں وہ آپ ہی کی بات سے ظاہر ہے کہ خلاف ورزی کے بعد ہے۔) ڈپٹی صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا اور بجا فرمایا کہ قانون فعل مقتضی ہو اور فعل ضروری ہو کہ اپنے فاعل کے بعد ہو لیکن عدل جو قانون بنا تا ہے انہی وادی صفت ہے و گالی طور سے پیدا نہیں ہوئی۔ ڈپٹی صاحب کے جواب کی تائید میں میں یہ زیادہ کرتا ہوں کہ راستی اور انصاف خدا کے سامنے انتظام میں ہی مقدم ہیں اور خدا نے قانون رحم کے سبب سے نہیں لیکن اپنی راستی اور قوانین کے راست اور واجب ہونے کے سبب سے ذمہ جو فرمائے۔ اور پھر یہ

کہ پہلے قانون موجود ہوا اور وہ توڑا جاوے تب عدل پیدا ہو۔ سو جانتا چاہئے کہ قانون تو موجود کیا گیا اور اس سے خلاف ورزی بھی ظہور میں آچکی ہے پس اب تو عدل پیدا ہو گیا ہے تو کہ خلاف ورزی کا انصاف کرے اور سزا دلے اور جب یہ زندگی ختم ہو تو ہر ایک کی دوسری زندگی جنم ہوگا اور یہ عدل کا کام نہیں کہ بخشش کی تجویز کرے جیسا مرزا صاحب کہتے ہیں۔ اس کے لئے رحم کا حق ہے۔ ہونا ضروری ہے اور رحم خواہ کیسی ہی عام اور مقدم صفت کہی جاوے اسکا منصب ہے کہ راستی و انصاف کو مقدم رکھے۔ کیونکہ اگر راستی دینے جو واجب اور درست ہے جس کے سبب سے قانون دیا گیا کچھ چیز ہو تو ہم عدل دونوں کچھ چیز نہیں ہیں۔ ان کا اس عالم میں کوئی دخل نہیں۔ پس دیکھئے کہ خدا کی راستی کو قائم رکھنے کے لئے عدل و رحم دونوں دوش بدوش ہیں۔ اور ان میں وہی غالب ہوگا جس راستی کے تقاضی کے موافق کرے گا۔ عدل کا غلبہ تو ظاہر ہے کیونکہ مسیحوں نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ یعنی تجاویز کے عوض میں سزا انفرادی ہی لازمی اور مناسب ہے۔ رہی نجات سوا اس کے لئے دھو تو میں سے ایک یہ ہو کہ خدا رحم بلا مبادلہ کو کام میں لاوے مگر ہم نے چھی طرح معلوم کیا کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ بنی آدم عدالت کے تحت میں آگئے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم کوئی تجویز کرے جس کے ذریعہ وہ خلقت کو بچا سکے۔ کیا کرے؟ ضروری ہے کہ کوئی مبادلہ درمیان آوے۔ یعنی خدا تعالیٰ جو مجتہب ہے اور کسی کی طاقت نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ سب توبہ کریں۔ (۲۱ پطرس ۳: ۹) اس پر ایک تجویز مبادلہ کے طور پر رحم کی طرف سے مرزا صاحب بھی قرآن کی کہادت کی سند پیش کرتے۔ اور جو کچھ اپنے بے احتیاطی سے خدا کی بڑائی میں کہہ دیا تھا اس کو ضائع کرتے اور رحم بلا مبادلہ کو کو بھی غیر مروج قرار دیتے ہیں۔ آپ کی عبارت یہ ہے کہ (۱۰۰ مسیحی) جب وہ پھر توبہ واستغفار کرتا ہے اور اپنے پچھے خلوص کے ساتھ نماز پڑھتا

کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے اور ہر ایک ملوکا درواہ دکھ کر اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہ کو اس غلطی کی وجہ سے بخش دیتا ہے۔ کہ جب اس نے نفسانی لذات کے حاصل کرنے کے لئے گناہ کیے تھے ہم اٹھایا تھا اب ایسا ہی اس نے گناہ کے ترک کرنے میں طرح طرح کے دکھوں کو اپنے سر پر لے لیا ہے۔ پس یہ بڑا رحمت معاوضہ جو اس نے اپنے پراطلاعات الہی میں سمجھا۔ کہ قبول کر لیا ہے (اس تذکرہ میں یہ بات نظر انداز نہ ہونی چاہئے کہ اطاعت الہی میں خدا کے بندوں کو زیادہ تر دکھ پہونے اور محرومیوں سے بے اختیار رہا ہے اور اس کو رحم بلا مبادلہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کیا انسان نے کچھ بھی کام نہیں کیا یوں ہی رحم ہو گیا؟ اس نے تو سچی توبہ سے ایک کامل قربانی کو ادا کر دیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب رحم کے لئے مبادلہ کے قائل ہو گئے اور ایک مبادلہ پیش بھی کر دیا۔ اس کے جواب میں ڈپٹی صاحب نے یہ فرمایا کہ اعمال حسنہ اپنے قرضہ کی صورت میں ہو کہ یہ قرضہ عین ہے کہ ہم اعمال حسنہ کریں لیکن یہ ایک بڑی عجیب کی بات ہے کہ ادا نہ جزد کو کل پر جاوی تصور کر کے وہ قرضہ میاں سمجھا جاوے وغیرہ لہذا اعمال حسنہ کا ذکر آپ تب تک نہیں کریں جب تک کہ یہ نہ ثابت کر لیں کہ کوئی شخص اعمالوں کے رو سے سب قرضہ ادا کر سکتا ہے یعنی یگانہ ہوا ہو سکتا ہے۔ اعمال حسنہ کی بابت میں پیشتر لکھ چکا ہوں اور اس موقع پر ڈپٹی صاحب کے جواب کی تائید میں یہ کہتا ہوں کہ یہہ اطاعت و اطاعت واجب کی جگہ آئی اور ان گناہوں کے عوض میں توبہ ہوئی جو توبہ والی زندگی سے پہلے سرزد ہو گئے تھے عوض تو انکا چاہئے۔ اور اس حال میں یہ بھی واضح رہے کہ بدلیہ یا عوض انسان سے ہی نہیں سکتا کیونکہ نادار و گناہگار ہے اور خدا کی راستی اور ازاں موجب عدل کی وجہ سے ممکن نہیں کہ خدا

ان گناہوں سے بچ سکے جس نے اپنی بے توبہ زندگی میں کئے ہیں ان کی سزا ایک عام اور لازمی امر ہے ۔
 ہاں یہ بھی واضح ہے کہ اگرچہ خدا نے اپنی راسخ اور حکومت کی وجہ سے اپنے قوانین کی اطاعت انسان سے طلب کی ہے تاہم اس کے ساتھ اس بات کا پابند نہیں کرتا کہ انسان کو فرمانبرداری کا فرور ہی اجاڑ دے ۔ البتہ یہ بات بتاتا ہے کہ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو خطا کی سزا ضرور پاورے یعنی سزا قیاد کے عوض از خود ہی لازمی اور مناسب ہے اور اگر فرمانبرداری کا نتیجہ ثواب ہو تو ضرور ہر شخص کی طرف سے اس امر کا وعدہ فرمایا جاوے ۔ اگر فرمانبرداری کے ساتھ وعدہ نہیں تو ثواب کا استحقاق آپ ہی پیدا نہیں ہو جاتا پس اب دریافت کرنا چاہئے کہ خدا نے کب اور کس سے توبہ اور فرمانبرداری کے عوض میں ثواب کا وعدہ فرمایا ۔ میں کلام اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم یا ہر فرد بشر صیاد وعدہ نہیں کیلئے لیکن قوموں میں سے اول قوم بنی اسرائیل تھی ۔ جس کے ساتھ خدا نے توبہ کے عوض بخشش کا وعدہ کیا اور وہ تمام حوالے جو تورات یا صحیفہ انبیائے توبہ کے عوض بخشش کے لئے پیش کئے جاتے ہیں ۔ ان کی بابت یہہر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مشنہ اظہر ہے بنی اسرائیل سے کی گئی ۔ جس کے پورا کرنے پر دنیاوی دروہانی برکتوں کا وعدہ فرمایا گیا ۔ یعنی خدا نے اسی ایک قوم کو سب قوموں میں سے چن لیا ۔ اور یہہر فرمایا کہ تو ان کے معبودوں کو بھڑکتا کر نہ انکے عبادت نہ انکے سے کام کر بلکہ تو انہیں صاف ڈھک دے اور ان کے جن کو توڑ ڈال یا تو تم خداوند اپنے خدا کی بندگی کرو ۔ اور وہ تمہاری مدنی اور پانی میں برکت بخشے گا اور میں تمہارے بیچ سے پیاری کو اٹھاؤں گا (خروج ۳۴: ۲۵)۔
 (تیت ۲: ۵) اور دروہانی برکتوں کی بابت یوں فرمایا کہ خداوند خلود خدا ہمہ ہر ان قوم میں وصیاء رب الخیض و دفاہر شہرین کے لئے فضل رکھنے والا گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا

لیکن وہ حال معاف نہ کر گیا (خروج ۳۴: ۷)۔ (تیت ۲: ۵) پھر یہہر کہ ان باتوں کو یاد رکھا اور یعقوب اور اسے اسرائیل کہ تو میرا بندہ ہے میں نے تجھے بنایا اور تو میرا بندہ ہے اور اسرائیل کہو مجھے فراموش نہ کرنا ہر میں نے تیری خطاؤں کو باطل کی مانند اور تیرے گناہوں کو گھٹا کی مانند مٹاؤں میری طرف ہر اگر میں نے تیرا فراموش کیا ہر (یسعیاہ ۴۴: ۲۱-۲۲)۔ (تیت ۲: ۵) اس قوم کے لئے خدا نے رحمت اور بخشش کے لئے شرطیں اور حدیں ٹھہرائیں جیسا لکھا ہے کہ تو ان سے کہہ کہ خداوند یہوواہ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی حیات کی قسم کہ ہر کس شریک کرنے میں مجھے کچھ خوشی نہیں بلکہ اس میں ہر کس شریک اپنی راہ سے باز آوے اور مجھے باز آؤم اپنی بری راہوں سے باز آؤم کہ ہے کہ کو مرو گے اسرائیل اس لئے کہ کو کم نوا اپنی انت کے فرزندوں سے یوں کہہ کہ خداوند کی صداقت اس کے گناہ کے دن اُسے نہ بچا دیگی ۔ اور شیر کی سترات جو ہر سجدہ میں تیرے باز آؤم کیا وہ اپنی سترات کے سبب نہیں کر گیا ۔ اور صاف ذہنی صداقت کے سبب جس دن کہ وہ گناہ کرے ہر نہیں کیلئے ۔ وغیرہ (عزقیل ۳۳: ۱۱)۔ آیت نمبر (۱) اس کے مطابق انجیل مقدس میں فرمایا ہے کہ خدا نے اگلے زمانے میں سب قوموں کو بھڑکتا دیا کہ اپنی اپنی راہ پر چلیں (اعمال ۱۷: ۳۰) لیکن مسیح خداوند کی آمد کی غلطی سے وہ خود صورت توبہ کو بخشش کی عالم ہر گئی جیسا لکھا ہے کہ خدا جہاں کے وقتوں سے طرح دیکھے اب سب آدمیوں کو ہر ہر دینا ہر کہ توبہ کریں (لا اعل ۱۴: ۱۵)۔ (تیت ۲: ۵) اور اسی لئے خداوند نے خود فرمایا کہ خدا نے جان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ۔ ہر کہ ہو سکے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے ۔ پس ظاہر ہے کہ پہلے اسرائیل کے ہر کوئی توبہ نہیں تھی اور اب تاقیام زمانہ کل دنیا کے لئے مسیح سے باہر کوئی توبہ نہیں ہے ۔ لہذا قرآن عالی صورت نجات عبت ہے اور یہہر بات کہ کوئی توبہ کر سکتا ہے یہہر کے نہ کہ میں واضح کی گئی ہے اور میں بتا گیا کہ اس کے ساتھ ہر کہ گناہ کو

نجات کئے خدا کے اس وعدہ کا فرور خیال رکھنا چاہئے ۔ (۳) مرزا صاحب نے خدا کے بلا سابطہ ہم کرنے کے ثبوت میں مسیح کی تعلیم غصے سے استدلال کیا ہے کہ حضرت مسیح بھی گناہ بخشنے کے لئے رحمت خدا نے میں کہ تم اپنے گناہگاروں کا گناہ بخشو ۔ ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات کے برخلاف ہے کہ کسی کا گناہ بخش جائے تو ہر انسان کو اپنی تعلیم کہیں ملتی ہے ۔ اگر خدا تعالیٰ کا بھی خلق ہے کہ جب تک سزا نہ دیکھے کوئی صورت رمالی کہ نہیں تو ہر معافی کے لئے دوسروں کو کیوں نصیحت کرتا ہے ہر صاحب نے خوب سمجھا دیا کہ کیوں انسان کو ایسی نصیحت کرتا ہے جیسے خداوند مسیح نے ضرور کہا کہ تم گناہوں کو چھوڑو ۔ ہر خلاف کریں معاف ہی کہتے ہو ۔ اور انتقام نہ لو ۔ لیکن کلام انجیل میں یہہر بھی لکھا ہے کہ تم انتقام نہ لو کہ کو خداوند فرماتا ہے کہ انتقام لینا میرا کام ہے ۔ اور جو کہ گناہ کے انتقام کو کہتے ہی بیان ہوں کہ وہ اس گناہ صرف خدا کے برخلاف ہوتا ہے ۔ اور وہ فرمایا کہ تم انتقام نہ لو اگر ضرورت ہوگی تو میں انتقام لوں گا ۔ اس میں تعلیم کفارہ کے برخلاف کیا ہوا ہے جس کا گناہ کیا گیا اُس نے ہر ایک کو مستقر اوج اُس کا نہیں بنایا ۔ اس جو اپنے مرزا صاحب کی تقریر کے جوڑ توڑ دے ۔ اس کی تائید و تشریح میں صرف یہہر زیادہ کرتا ہوں کہ ہم فقیر معاف کر سکتے ہیں جبکہ ہر یا عامہ خلیق کو ہر نہ بچنے جیسے اُس معاف کردہ فعل سے ۔ اگر ہم اپنے نقصان کی برداشت کہتے ہیں تو اُس سے کسی کو نہ کا نقصان نہیں ہے ۔ لیکن اگر خدایوں بخشے تو نقصان واقع ہوتا ہے ۔ کیونکہ وہ دنیا کا حاکم ہے ۔ اور دنیا کا انصاف کر گیا ۔ اور یہہر کہ بلالین ہر کام نہیں ۔ خداوند کہتے ہے انتقام لینا میرا کام ہے میں ہی بدللوں گا ۔ تو اُس سے ظلم ہر کہ وہ بلا وجہ سزا نہیں دیکھا اور یہہر گناہ کی سزا دینا اس کی ذات سے بعید نہیں لیکن اُس کی قدوسی اور راستی کی وجہ سے سزا دینا جیسے بدل لینا اُس کی ذات کے برخلاف نہیں ہے ۔ اور مسیح

خداوند کی تعلیم سے یہ فائدہ ہی کہ جوہر کر گیا اور صاف کر گیا وہ خدا کے حضور رستی کا وسیع اور بڑے خود رستی کا چاہنے والا ہوتا جائیگا اور رضا الہی کی پیروی پی ہوگی۔
(باقی آئندہ)

الواقعات

(پادری) جی ایل شکار داس - گجراتی لکھنؤ

ہماری زندگی

(زندگی بسر کرنے میں انسان جو باتوں سے بھی گئے گذرے)

سیاحہ نبی بن عوس کی زبانی خدائی انسان کی زندگی کی حالت کا ذکر ہے درنگ طرے کرتا ہے۔ دیکھو صحیفہ سیاحہ باب اول آیت ۲ سے ہمک۔ سنو آسمانوں اور کان لگاؤ زمین کہ خداوند ہیں فرشتا ہر کہڑوں کو میں نے پالا اور پوسا پر نہیں نے مجھ سے سرکشی کی۔ بل چنے مالک کو پہنچاتا ہے اور گدھا اپنے صاحب کی چرنی کو نبی اسماعیل نہیں جانتے۔ میرے لوگ کچھ نہیں جانتے کہ خطا کا گرو۔ ایک قوم جو گناہ سے لدی ہوئی ہے۔ بنگلہ دہی نسل خراب اولاد کو انہوں نے خداوند کو ترک کیا۔ سہیل کے قدم کو خضر جانا۔ اس سے باطل بھر گئے۔ تم کہاں اور دکھاؤ گے۔ اگر تم زیادہ نافرمانی کرو گے؟ قلم سربا ہے۔ اور دل باطل است ہے۔ تلے سے لیکے چاندی ہنگام میں کہیں صحت نہیں بلکہ زخم و جوت اور شرے ہوئے گھا ہیں۔ وہ نہ بانے گئے۔ نہ باندے گئے۔ نہ تیل سے زم کئے گئے۔ یہ حال نبی اسماعیل کا تھا جبکہ وہ خدا کو ذرا موش کر کے بر قسم کی ست پرستی اور باطل پرستی میں پڑ گئے تھے۔ اور ایسا ہی حال بلکڈن سے بھی بڑھ کر دیگر اقوام کا ہے جو اور ملکوں میں اور نیز اس ملک میں آباد ہیں۔ انسان اپنے خالق کو چھوڑ کر جس

کی پرستش ان بڑے ہی قسم کی پوجا پرستش کرنے لگے ہیں اس صورت میں انسان کا حال جبرائیل سے بھی بڑھ گیا ہے۔ سچ بیل اگر یہ ایک جانور ہے روح تو ہی اس امر میں کہ وہ اپنے مالک کو پہنچاتا ہے ایسے انسانوں سے جو اپنے ملک میں سچے زندہ نہ ہو جوں جوں جاتے ہیں بہتر ہے۔ اور گدھا اگر یہ ایک نہایت ذلیل اور ادنیٰ اور جکا جانور جس نے بڑھ کر گدھا اور بے عقل جانور کوئی وہ نہ نہیں سمجھا جاتا لیکن اپنے صاحب کی چرنی کی شناخت کے سبب سے ایسے انسانوں سے جو اپنے رازق اور پروردگار کو فراموش کر دیتے اور نہیں پہنچاتے فضیلت سے جاتا ہے۔

دنیا کے لوگوں کی حالت خطاؤں اور گناہوں کے سبب سے خالق کی نگاہ میں باقی گھسٹی ہوئی ہے کہ وہ اپنے نبی کی معرفت ان کو نسل ہمارے کے اور اس مریض کے ٹھہرانا ہے کہ جو سرے گدھا اور بھڑوئے سبب گندہ اور نفرتی ہو۔ اور یہی ہولناک حالت دیکھ کر انوسوس کرتا اور پھر بھی سزا دینے میں تاخیر کرتا اور چاہتا ہے کہ گنہگار پھر اس مرض عیسا سے اور گندی اور نفرتی حالت سے چھڑائے جاویں۔ اور جو مردہ کی مانند ہو رہے ہیں انکو زندگی اور خوشی اور آرام و چین بخشے۔ لیکن زیادہ تر انوسوس اس بات سے آتا ہے کہ ایسے بری حالت والے گنہگار ہی گندی حالت کو پسند کرتے اور شفا پانا نہیں چاہتے موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کسی خطرناک حالت پر اور پھر بھی ایسے عمدہ کو کھو دیتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

الواقعات ج۔ ۳

مسلمان مسیحی

غیر مسلمان مسیحی

ادیش صاحب - نور افشاں مطبوعہ ۲۰ پانچ لکھنؤ میں

ہندو غرق قوم مولوی صف علی صاحب کا مختصر نوٹ احیوان مسلمان مسیحیوں کی ہمدردی شایع ہوا ہے مسلمان بھی یہ ایک نیا لفظ آئندہ نوٹسری میں اضافہ ہوا اس سے پہلے کسی مسیحی و ولایتی مسیحی تو موجود ہی تھے اور اس تفریق سے خوش نہ تھے مگر اب ایک نیا تقابلی ایجاد ہو گیا جس سے لوگ بہت ہی بڑے مضامین پڑھتے اگر ساتھ ہی ساتھ انکی تعریف کر دی جاتی ہے اب ایک راکھ گئی کہ اور نام بھی مثل بندہ مسیحی سیکھ رہی ہے وہاں مسیحی و مسیحی مسیحی یا مسلمان مسیحی میں سیٹھی شیخ مسیحی - مسیح و مسلمان مسیحی بھی وضع کر دئے جاویں گے ہندو غرق برہمن مسیحی - چرتہری - ویشی و شورو مسیحی یا چاروں برہمن چار مسیحی بھی پیدا ہو جائیں گے کیونکہ یہ سب قسب مسیحی دین کے۔ ان کے دخت کی ڈائیں میں مثل بیہانت بیہانت جانوروں کے سیر لینے والے ہیں۔ عیسائیوں میں کوئی ذات نہیں سب ایک ذات ہے۔ اس میں نہ مرد ہے نہ عورت نہ غلام نہ آزاد۔ نہ یونانی نہ یہودی۔ یہ سب لوگ مسیح کے بچوں کے اعضا ہیں اور انکا فرض ہے کہ نسل اعضا کے ہر ایک کی خدمت کریں اور اس خدمت کی غرض بجز اس کے کہ وہ اعضا ایک دوسرے کے ہیں اور کوئی غرض نہ ہونا چاہئے۔ ہندو عیسائی (اگر ایسے کوئی ہو سکیں) مسلمان عیسائیوں سے جدا نہیں نہ وہ اپنے عقیم دین کی بدولت جس کو وہ بالکل ترک کر چکے دوسری قسم کے مسیحیوں سے علیحدہ ہو سکتے ہیں پس اگر کسی قوم کی یا پیشی کی ضرورت ہو سکتی ہے کہ جو محتاج و نیاز ہے۔ وہ جس کی مدد کو تو ایسی کمی میں چاہئے کہ جس کے عیسائی جو اپنے آقا مسیح کے نام سے کہلاتے ہیں شریک ہوں نہ کہ صرف ہندو مسلمان عیسائی علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی ہٹ با گرم کریں اور اپنے اپنے دستور و ان وچ کے میں جھک کر ہندو کے سامنے مڑے ٹوٹائیں اور دوسرے بھائیوں کو اپنی برہمنی سے خارج سمجھ کر اپنے لئے ان کی مدد سے بے فکر

سمجھیں پس میری محبتا ہوں کہ جس قسم کی مجلسیں قائم ہو، اور
دین کو بیز نقصان و تفرقہ کے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی
نہ کہ چاہئے ہم سب ایک ہی قسم کے کچھ نہ کہ ایک کی جہت
رنگ و روپ و پہلی آخری ہونی گیل کے ایک دوسرے کی
کریں اور اپنے درمیان سے غیرت کا خیر اٹھا بیٹھیں
سے کوئی بہت بچھے کہ میں یہ لگان کرتا ہوں کہ مسلمان عیسویوں
کی ہر کچھ دماغی و مصل غیر مسلمان عیسویوں سے عداوت الگ رہنا چاہیے
ہر ملک و عرف یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ مزارع قسم کی مجلسیں
اپنی ہستی کی کسی نسبت میں علیحدگی و تفرقہ کا بیج نہ دانستہ بودگی
اور بعد میں ان مجلسوں کے حامی و مددگار اپنی پختہ مجلسوں
کی ابتدا پر تاسف کی نظر ڈالیں گے خصوصاً ایسی مجلسیں جو کہ
مولوی مصطفیٰ صاحب کی طبیعت کے موافق ہیں اور ہر کام
نیک نیتی سے کرتا چاہتے ہیں یہ لوگ سب سے پہلے تفرقہ
و تفرقہ کو دیکھ کر تاسف ہونگے پس چاہئے قبل اس کے کہ
ہم خطرہ میں پڑ جائیں خطرہ کی صورت سے ترس نہ ہو کر
بھاگیں اور گناہت و سبب محبت کے ساتھ تمام سببیاں
کی ہمدی میں ہر گرم ہوں + قوم کا خیر خواہ
احمد شاہ شاہین
گوندہ اودھ +

کیہ نہ کر دے یا یا اور وہ یہ ہو کہ بمقام ہندی ایک مجلس اُن
سیجیوں کی جو مسلمانوں میں سے کسی ہونے میں جمع ہوئی اور
ایک ایسی قائم کی گئی جس کا مقصد یہ ہو کہ ایسے لوگوں کی
ہمدی اور اتحاد کرے جو مسلمانوں میں سے کسی ہونے میں۔ یا
ایک نہ ہوں۔ اور اُن کی اولاد و اتحاد کی، اور یہ بھی مشہور
کہ اس کمی میں ایسے لوگ منبر ہوں جو مسلمانوں میں سے کسی
ہونے میں یا اُن کی اولاد ہوں۔ یہ کیا تجویز جس سے
بعض فائدہ کسی نقصان اور تفرقہ باہمی بغض و عداوت پر
تو وہ لوگ جو ہندوؤں سے کسی ہونے میں کہیں گے کہ
ہم ان سیجیوں کی جو ہندوؤں میں سے کسی ہونے امداد و ہمدی
کے لئے کسی قائم کریں گے۔ اور انہیں میں سے منبر چلیں گے۔
تو پھر اٹھیں جس شل صدیقیوں اور سیجیوں کے دو فرقتے۔
قائم ہو جائیں گے۔ اور باہم متنازع اور شلہ جہت نہ ہو گا
کیا طرفین کی کمینیاں ہر وقت ضرورت ایک دوسرے کی
امداد نہ کریں گی۔ اور جب امداد کریں گی تو پھر اس نام دینے
سے فائدہ کیا ہو کہ ہر ایک سیجی کو فرض ہو کہ نہ تامل و
ہر ایک غریب سیجی کی امداد ہمیشہ بلا امتیاز قومیت کے کیا
کرے۔ اسی میں فائدہ بے پایان اور سخاوت فراوان چھو
ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی جو مسلمانوں میں
سے کسی ہونے میں ہمدی و مگسادی ویسے ہی لوگ بہت
اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ جو اُن کے احوال اور دکھ درد اور علاج
سے واقف اور راسخ ہیں۔ اور جیسی بہتری وہ لوگ کر سکتے ہیں
وہی دوسروں سے جو ناواقف ہیں کہ یہ کیا دلیل ہو کیا ہی
دلیل کی بنا پر یہ تجویز قائم ہوئی ہو؟ ہاں اگر یہ صاحبان اور
غیر ملکی سیجیوں کی نسبت ایسا کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایسے بھروسہ
کے حالات اور دکھ درد سے کئی واقفیت نہیں رکھتے۔ پر
ہندوستانی سیجیوں کی نسبت یہ فرما کر مگر مرقع نہیں
آتا۔ اس لئے یہ دلیل ناقص ہو۔

پھر یہ بھی لکھتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ کمی کے
میرا دوسرا شہر میں بھی ایسی مجلسیں قائم ہوں۔ میری
دلے میں ایسی مجلسیں سیجیوں کو قائم کرنا مناسب و زیبا نہیں
بلکہ وہ فائدہ سوچنا چاہئے جو کل افروز ہو۔
اگر یہ مجلسیں قائم ہوئیں۔ تو پھر ان ناموں "ہندی کمی"
اور مسلمان سیجی سے موسوم ہو گئی۔ جو کئے اور بولنے میں
نہایت کر یہ معلوم ہوتی ہیں۔
اتفرقہ کر یہ چند مسطور سے کسی صاحب کو نگوار
خاطر نگذریں میں نے منظر استحکام صلح و یکجہت کے یہ
عرض کی ہو فقط۔

الواقف
الفرید - کراچی +

منقولات

سبق سیکھنے کے قابل بات :-

جو لوگ شراب وغیرہ شنی شنیار کی نسبت یہ کہتے
ہیں کہ اگر اپنے پھر حاصل اور لائسنس نہ لگایا جائے تو خد جائے
کیا طوفان بپا ہو اس کا علی نمونہ ملک جاپان ہے۔ دکھایا گیا
ہو جاپان کے شمالی ساحل کے قریب ایک جزیرہ ہے جس کو
دنیا بھر غریب و غریب مانتی ہے۔ اگر یہ بہت ہی چھوٹا ہے
مگر اس کے حالات حیرت افزا ہیں اس کا نام جزیرہ اوکو
شیری ہے۔ یہ جزیرہ نیلا سے زیادہ چودہ میل لمبا ہے اور
اس سے نصف کے قریب چوڑا ہے۔ اس کا قریب کل پچاس
میل ہے۔ اس کی زمین کھجور، شاداب اور زعفران اور

جناب مرتب صاحب دوستی ناظرین نور افشاں کی
خدمت میں عرض ہو کہ نور افشاں مطبوعہ مارچ ۱۹۷۷ء منبر
صفحہ پر جن جن "مسلمان سیجیوں کی ہمدی" پر ایک مضمون
مصطفیٰ صاحب کا اتفرقہ گزرا جس سے میری عقل
میران و پریشان ہو۔ معلوم نہیں کہ مصطفیٰ صاحب کون
میں۔ مگر کوئی اور ہیں۔ تو چنداں فکر نہیں۔ ہرگز یہ مضمون
جناب مولانا مصطفیٰ صاحب سابق کسٹراسٹنٹ
کسٹروکار ہے۔ تو جہلے تعجب ہے کہ ایسی نامناسب تجویز نے یہ
عالم و عاقل کے جو کسے سیمان نہ کہ خیر خواہ ہیں دلی نہیں

کئی بہا جن۔ جو لین دین کا کام کرتے ہیں۔ کسان اسی جزیرہ کو پر صنعت پاتے ہیں اور بہا جن میں خوش میں مگر پھیلیاں ہیں جزیرہ کے کناروں پر اس کثرت سے ہیں اور ایسی آسانی کے ساتھ کہ وہی جاسکتی ہیں کہ چن آدمی حرف ماہی گیری کا کام کرتے ہیں اور موسم بہار کے شروع ہی جب کناروں پر پھیلیاں بکثرت آجاتی ہیں تو انہیں پھر سال بھر کے لئے کھانے پینے کا سامان مہیا کر لیتے ہیں اور اس طرح سے واضح ہو گا۔ کہ سال کے بڑے حصہ میں پکارا کر سستی سے زندگی بسر کرنے میں مشغول ہے اس جزیرہ کی جانب لوگوں کی توجہ ہونے لگی اور اس کے طرز معاشرت پر غور ہونے لگا اس وقت اس میں کل ۲۰۰ آدمی بستے تھے۔ یہ ہر گز شراب میں غور نہ کرتے تھے اور چاہانی ماہی گیروں سے بھی شراب نوشی میں گوئے سبقت لے گئے تھے جو کہ سبک شراب پر دلدادہ ہیں۔ یہ بہت عفت ان ۲۰۰ آدمیوں کے جزیرہ میں وہاں کی طرح پھیلی ہوئی تھی کہ سالانہ شیشہ تین ہزار ڈالہ خرچ آتا تھا اور یہ تین ہزار ڈالہ صرف ایک ہی قسم کی شراب پر ضائع ہوتے تھے گیارہ ایک مرد عورت اور بچہ ایک ڈالہ رسے زیادہ مہیا خرچ کرتا تھا جب غور کیا گیا کہ یہ لوگ فضول خرچی سے تنہا ہی کے غایب چلے جاتے ہیں اخلاق کا خون ہوتا ہے جسمانی اور روحانی حالت متبہا ناس ہوتی جاتی ہے تو حکام نے تہذیب کے ساتھ اس معاملہ پر بحث شروع کی کیونکہ ایسے جزیرہ کے لئے بیان کیا گیا کہ یہ ڈالہ ایک بڑے کنبے کے تمام اخراجات کے لئے ایک مہینے کو کافی ہیں۔ شراب کی بدولت جزیرہ میں افلاس پھیل رہا تھا لوگوں کو سب سے بھر کر کھانا میسر نہ آتا تھا۔ تین پر ثابت کو لازم ہوتا تھا۔ بال بچوں کے والدین خبر گراں نہ ہوتے تھے کیونکہ نشے میں مست ہوتے رہتے تھے۔ مگر گھاس پھوس سے چھائے ہوئے تھے۔ بارش اور سردی سے بھی طرح محفوظ نہیں رہ سکتے تھے زکوٰۃ سرکس تھیں نہ سوسائے ایک برسے نام نہ رکھے اور کوئی درخت نہ تھا چائے و چائوں کے سوائے جزیرہ بھر میں کوئی عمدہ حال

تھا جس سے بھی طرح سے پھیلیاں پکڑی جانیں مگر گورنمنٹ نے ان کو کم دیا کہ ہر ایک شخص ذخیرہ جمع کرے اور جب توفیق اور کنبہ کے لحاظ سے اتباع کرے گا کہ سو کی کے موسم میں فصل کا سامان بنو گز شراب کی بدولت وہ ذخیرہ نہ جمع کر سکے جو بیت تھا وہ شراب کی تواضع ہو جاتا تھا اور پھر نرسے تلاش کے تلاش رہ جاتے تھے اسی جزیرہ میں سے آخر تین چار دیر اور بہا در آدمی نکلے جنہوں نے تمام طور پر سبک شراب کی خدمت کرنا شروع کی اور تمام منشی اشیاء سے بچے کا وعظ مشروع جس میں بتلایا کہ ہماری ساری خرابیوں اور تنہا ہی کا باعث ہی سبک شراب ہے۔ اول اول ان لوگوں کی سخت مخالفت کی گئی اور انہیں بہت کچھ بڑا بھلا کہا گیا مگر کھار جلائی سسٹم میں گنگ رام سستی پر لگے۔ کل باہر بیان کرنا موجب طوالت کا ہو گا صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جزیرہ کے لوگوں نے منفی ہو کر ان لیا کہ بلا شک سبک شراب اور دیگر منشیات نہیں برباد کر رکھا ہے اور اس تنہا ہی سے بچنے کی بھی ترکیب نکالی کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور اس طرح جو اندہ ختم ہوئے اور سفید کاموں میں لگایا جائے۔ ان سب لوگوں نے مل کر بندہ ذیل عمدا کیا +

(۱) ہم باشندگان جزیرہ اور کوشیدی مل کر عمدہ افق کرتے ہیں کہ ہم اب سے سبکرا سیدہ کے لئے نہ تو کوئی کسی قسم کی شراب فروخت کریں گے نہ خریدیں گے اور نہ استعمال کریں گے +

(۲) اس جزیرہ کا کوئی آدمی جو اس عہد نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرے گا اور ان شرائط کا پابند نہ ہو گا اسکی ہم لوگ خواہ وہ کسی زنبہ اور پایہ کا آدمی ہو ہر گز حمایت نہ کریں گے اور نہ اس سے ہمدردی رکھیں گے +

نیز یہ قرارداد جو کوئی شخص ان شرائط کے پورا کرنے سے خطا کرے تو اس پر سخت جرمانہ کیا جائے اور اس جرمانہ سے عام کھیتوں میں جہاں عوام الناس کے استعمال کیے جاتے

بھرا جاتا ہے غلہ خرید کر ڈالا جائے اور ہر ایک شخص جو باہر سے آکر اس جزیرہ میں رہنا چاہے اقل اسے ان شرائط کا پابند ٹھہرایا جائے پھر جزیرہ میں قدم نہ دیا جائے۔ ان شرائط کی میعاد ہر برس ہر چھ ماہ کی اور اس کے بعد اس میں مناسب تغیر تبدیل کی شرائط لگائی۔ اب مختصر طور پر بتائے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ ان شرائط اور اس عہد نامہ کی سب سے پوری پوری پابندی کی۔ ہر ایک سرکاری ملازم خود کو کیسا ہی شرا بوجہ بن جائے میں آتا تھا تو اسے شراب ترک کر دینی پڑتی تھی۔ ہر ایک شرابی کے واسطے دو صورتیں تھیں یا تو اپنی عادت کو سدھارے یا جزیرہ کو خیر باد کہے پانچ سال کے عرصہ میں آبادی چھ گنی ہو گئی اور یہ جو کارروائیاں کیا ہو اتھا دس لاکھ بڑہ گیا گھاس پھوس کی چھتوں کے بجائے ابھی ابھی مٹا ہوا عمارتیں نکلتیں عام کھتے چاول اور غلہ سے معمور ہو گئے اور ہر ایک خاندان میں کافی سامان کھانے پینے کا نظر آنے لگا اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس جزیرہ میں اس قدر سامان خوراک وغیرہ موجود ہے کہ ہر گز پانچ سال تک پھیلنے کی تجارت بند ہے تو لوگوں کو وقت کا سامان نہیں ہو گا نئی زمین درست کر کے قابل زراعت کی گئی اور بہت سی نئی ایشیا کی کاشت میں سرمایہ صرف کیا گیا ہے +

مدیسوں میں بہت بڑی ترقی ہوئی ایک ایک سکول کی کمی کئی شاخیں کھلی گئیں سکسٹھں عمدہ تیار ہو گئیں باغ باغیچوں طرف نظر آنے لگے جزیرہ میں امن مان اور کاشت کی صورت نظر آنے لگی۔ جہاں جو شراب نوشی کے زمانہ میں بکثرت سرزد ہوتے تھے کا فور ہو گئے۔ پانچ سال کے عرصہ میں اس جزیرہ کی حقیقت یہ کہ کیا پلٹ گئی جب اس عہد نامہ کے از سر نو ترتیب دینے کا وقت آیا تو ایک ایسی اقتدار سرکاری ملازم نے مخالفت کی مگر پیش نہ کی کیونکہ لوگ اپنے نفع نقصان سے واقف ہو گئے تھے کبھی اچھا ہو کر کبھی جگہ کے لوگ اس سچی کہانی کو دل سے نہیں اور اس سے سبق حاصل کریں اس چھوٹے سے جزیرہ کی مثال ہے جو بڑے شہروں

بہا جن کے جزیرہ میں رہنا چاہے اقل اسے ان شرائط کا پابند ٹھہرایا جائے پھر جزیرہ میں قدم نہ دیا جائے۔ ان شرائط کی میعاد ہر برس ہر چھ ماہ کی اور اس کے بعد اس میں مناسب تغیر تبدیل کی شرائط لگائی۔ اب مختصر طور پر بتائے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ ان شرائط اور اس عہد نامہ کی سب سے پوری پوری پابندی کی۔ ہر ایک سرکاری ملازم خود کو کیسا ہی شرا بوجہ بن جائے میں آتا تھا تو اسے شراب ترک کر دینی پڑتی تھی۔ ہر ایک شرابی کے واسطے دو صورتیں تھیں یا تو اپنی عادت کو سدھارے یا جزیرہ کو خیر باد کہے پانچ سال کے عرصہ میں آبادی چھ گنی ہو گئی اور یہ جو کارروائیاں کیا ہو اتھا دس لاکھ بڑہ گیا گھاس پھوس کی چھتوں کے بجائے ابھی ابھی مٹا ہوا عمارتیں نکلتیں عام کھتے چاول اور غلہ سے معمور ہو گئے اور ہر ایک خاندان میں کافی سامان کھانے پینے کا نظر آنے لگا اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس جزیرہ میں اس قدر سامان خوراک وغیرہ موجود ہے کہ ہر گز پانچ سال تک پھیلنے کی تجارت بند ہے تو لوگوں کو وقت کا سامان نہیں ہو گا نئی زمین درست کر کے قابل زراعت کی گئی اور بہت سی نئی ایشیا کی کاشت میں سرمایہ صرف کیا گیا ہے +

واقعہ کاوتزیر

ایک عجیب گرجن

پایونیر اخبار کا شمار ۶- اپریل کی صبح کو ایک سنسنی خیز واقعہ ہو گا جس میں چند غیر معمولی صورتیں ہوں گی۔ اور ہندوستان کے مختلف حصوں سے نظر تائیں گی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ شمسی گرہن چاند کا سایہ جو سورج کے زمین کے کچھ حصہ پر گزرنے سے واقع ہوتا ہے۔ سورج چاند سے بہت بڑا ہے اس لئے اس کا سایہ مخروطی شکل کا ہوتا ہے۔ اگر سورج اور چاند کی وسعت میں فرق ہو۔ گویا ان کی ایک دوسرے سے اونچیز کم ہے۔ اور یہ اثر کائناتی ہے۔ اور مخروطی شکل کی انسانی میں اختلاف کا ایک یہ بھی باعث ہے۔ اگر کوئی شخص اس مخروطی شکل کے اندر نظر کر کے دیکھے گا۔ اس کو پورا گرجن نظر آوے گا۔ جیسے سارا سورج چاند میں چھپا ہوا دیکھے گا۔ اور اگر وہ مخروطی شکل کے قریب اور کسی جگہ سے یا چوٹی کے قریب سے دیکھا جائے۔ تو ایک حصہ کا گرجن نظر آوے گا۔ یا حلقہ دار دکھائی دے گا۔ گولیک حصہ چھپ جاوے۔ تو اس صورت میں سورج کی روشنی کا ایک حلقہ سا چاند کے سیاہ حلقہ کے جس پر سے یہ گزرتا ہے۔ نظر آوے گا۔ ۶- اپریل کا گرہن اسی قسم کا ہو گا۔ اور اس میں غیر معمولی کیفیت یہ ہو گی کہ جو لوگ بنگال یا مشرقی آسام میں ہونگے۔ وہ چوٹی کے اتنے قریب ہوں گے کہ ان کو یہہہ حلقہ بہت ہی کم عرصہ لینے چند سیکنڈ سے زیادہ دیر نظر نہیں آوے گا۔ وسطی گرہن کے خطے لینے خط جس پر سورج اور چاند کے مرکز ایک دوسرے پر مطابقت آئیں۔ ہندوستان کے اوپر سے اس طور پر گزرنے کا یہہہ بھگور سے نیس میں جنوب کو ساحل سے چھوے گا۔ اور شمال مشرقی سمت کو چلتا ہوا۔

یہاں سے سورج نکلے گا۔ پس پل شمال و مغرب ہو گا۔ گزرنے اور کچھ گھٹ کر نوبل شمال و مغرب کی سمت ہو گا۔ پھر یہہہ دیر کے گزرنے کے ساتھ پراکرمشی دھن پر سے جو اس دہلی پر گزرنے کا۔ اور پھر کورنگا کے روکشی دھن پر سے گزرنے کا۔ یہاں سے ساحل سندھ کے ستوازی ہو جائیگا۔ وریگا تم اور راس فالس پر سے سندھ میں پندرہ میل باہر کی طرف گزرنے کا پھر یہہہ غلا کو ساٹھ میل اور ڈاکہ کو تیرہ میل بائیں ہاتھ چھوڑ کر سکند آباد سے گزرنے کا پھر پور کسام کے ساتھ میل شمال و مغرب کو سلطنت کے شہر میں سے گزرنے کا جہاں سے نامعلوم اور ناقابل رسائی علاقوں میں جاوے گا۔ اور پھر میں زمین کو قطب شمالی ۲۵ درجے کے قریب چھوڑ دے گا۔ یہہہ سایہ مخروطی شکل کا اس خط کو مشرق و مغرب کی گزرنے کے حساب سے عبور کرے گا۔ اس کی چوٹی زمین کے مرکز سے صرف ۲۵-۳۰ میل دور ہو گی۔ زمین کے وہ حصے جہاں گرہن کے وقت سورج چھپا جاتا ہو اور چوٹی کے بہت نزدیک ہونگے اور اگر ایسا اتفاق ہوا کہ سورج ٹھیک سر پر ہوا۔ تو اس حصہ زمین میں جو اس کے ٹھیک نیچے ہے۔ بالکل اندھیرا اور پورا گرہن ہو گا۔ بنگال اور آسام میں اس حالت کی زیادہ تر امید ہے۔ کیونکہ سلطنت اور کیم پور صرف ۲۵ میل اور بیکل چوٹی سے دور ہونگے۔ اور اسی باعث حلقہ گرہن چند سیکنڈ رہے گا اور بڑا لطیف روشنی کے حلقہ کے حد درجہ تنگ ہونے میں ہو گا۔ لینے حلقہ کی تنگی کے سبب چاند کے کنارے کی نا ہمواری روشنی کے خط توڑ دیگی۔ اور اسی طرح نظر آوے گا جیسے کہ روشنی کے نقطے نقطے یا سیروں کا تاج ہوتا ہے۔

روس کی آمد آمد

ناظرین حیران ہو گئے ہوں گے کہ آج یہہہ کیا سرخی لکھا ہے۔ گھبرانے کی بات نہیں سنئے۔ اخبار

دارالسلطنت لکھتا ہے کہ لیجے روس نے ہندوستان کی اپنے کی اب جا کر صدیوں کے بعد پوری راہ حاصل کر لی اور ہندوستان میں برسوں سے وہ پائیدار راہ دنیا جنگوں اور پہاڑوں میں ٹکریں لکھتا ہے۔ اور گورنمنٹ ہند اور سلطنت چین کی فراغت اس کو چین نہیں لینے دیتی تھی۔ اور وہ انہیں ٹکریں میں تھا کہ کسی طرح پائیدار راہ قبضہ کیجئے۔ آخر کار اس نے سلطنت چین کو کوکریا جیسے ریزہ حیرانہ دیکر پائیدار راہ کو حاصل کر لیا اور دہلی یا پراگ سے کل ۵۰ میل پر واقع ہے۔ اور ہر حادثہ میں ایک ایسی دستہ متنازعہ سرحد کا فرسٹان میں بھی لڑا تھا۔ ہندو زمین ڈاکہ ہوا۔ دلی اور آسام کے درمیان صلح ہوئی۔ تو گویا روس سرحد کشمیر کی طرف گزرتا ہے۔ ساتھ ساتھ وہ ریل کے ذریعہ ہندوستان میں آئے۔ ہندوستان کے ساتھ ہوتا ہوا اگر اسے قلعہ بھی ہے۔ ایک جگہ تعمیر ہو رہے ہیں۔ ان سب واقعات کا قیاس اس سے کہ اس قدر کہنے کی جرات ہوتی ہے کہ روس اب ہندوستان میں بھی قدم کھانا چاہتا ہے۔ اور اسی طرح جلد از جلد وہ کس جنگ کی تیاری کر رہا ہے اور یوں شاید انقطاع اور صدائے جنگ کے ہیئت سے جمع کرنے میں اس کو دو چار برس کا وقفہ ہو تو ہو۔ ہندوستان خیال میں تو اب ہندوستان اور روس سے جنگ کی رکھی ہے۔ (ریاض ہند)

یورپ کی پولیشکل حالت

یورپ میں جنگ کے اٹل۔ قریب الوقوع ہونے کی نسبت جو پیشین گوئیاں وقت و تھاکی جاتی ہیں وہ خالی از سبب نہیں ہیں اور نہ وہ بے بنیاد ہیں۔ صرف طاقتوں کا باجم اعصاب اٹھ گیا ہے اور اسی بے اعصابی کے عالم میں ہر ایک دولت ترقی طاقت میں ایک دوسرے سے ڈر رہا ہے۔ چھوڑ رہنے کی کوششوں میں غلطیاں دیکھاں ہیں۔

انجمن کا یہ حال ہے کہ بحری طاقت کی کمزوری کا رد ناممکن ہے۔
ہندوستان بھی فوجی اخراجات کی زبردستی سے سخت قلت
میں ہے۔ جرمنی کا یہ حال ہے کہ اعلیٰ کرڈنگا بحث میں گھٹا ہوا۔
فرانس نے بھی کمی کے پورے کرنے کی خاطر روسی غلطی پر حصول درگاہ
اضافہ کیا ہے۔ اس حرکت سے روس ناراض ہے اور اندیشہ ہے
کہ دوستی منقطع ہو۔ دوسری جانب جرمنی نے روسی غلطی پر حصول
درگاہ گھٹایا ہے جس سے پرنس ہماک کی پالیسی کی بوائی ہو اور
روس بھی جرمنی کی اس حرکت سے گردید ہو گیا ہے حتیٰ کہ دونوں
طاقتوں میں تجارتی عہد نامہ کھایا گیا ہے لیکن یہ معاملہ دیگر ہے۔
یونان کی یہ حالت ہے کہ معاملہ ملک کی کفالت پر یورپ
سے قرض لیا۔ پرنگال کا بھی فوجی وجہ سے کچھ بھل رہا ہے جس
کی حالت بھی گواہ نہیں ہے لیکن فی الحقیقت ناگفتہ بہ ہے
اس بات کی کہ فوجی اخراجات کی کثرت سے ناکوں دم
تیا۔ لاکھ پونڈ کا گھٹا پیش ہے۔ مجبوری ہے کہ اس کا علاج
کیا جائے۔ تجویز یہ ہے کہ لاکھ کفالت نفاذ سے پیدا
کریں۔ چالیس لاکھ جیٹیکسوں سے ہم ہوائیں۔ یہ ٹیکس
اس خلی سے لگائے گئے ہیں کہ کل پر برابر توجہ دے۔ انہیں
انکم ٹیکس اور ٹیکس انجی اور اضافہ ٹیکس در آمد غلطی شامل
ہیں۔ اس اور تا کہ پر حصول جنگی کفالت کیا گیا ہے۔ علاوہ انہیں
۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ملحدن کا مسکک کیا جا گیا اور کھسکی
قرض کا سود بچائے۔ ۵ کے چار فیصدی کو دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے
کہ یہ سخت حالت ملک کی جنگی مقامات کو دینک تیار نہیں
کے کہ سستی ظاہر ہے کہ کترین حذر پر آخر تک اگر لڑائی کریں گے
اور ارمان نکالیں گے۔ اور فیصلہ کریں گے۔ تا نہ خبر ہے کہ فرانس
کے بہت معامل میں وکر در وہیہ کا گھٹا نامہ در ہوا ہے (ضد کار)

سرشتہ ریلوے غور طلب

سرشتہ ریلوے کی رپورٹ سالانہ سرشتہ سے یہ بات
معلوم ہوئی ہے کہ سنگند میں ۱۱ کروڑ ۱۰ لاکھ لوگوں نے درج

سوم میں سفر کیا اور نئے کرایہ سے ۵ کروڑ ۱۰ لاکھ روپیہ وصول
ہوا تھا۔ کسی دوسرے درجہ کے مسافروں کے کرایہ کی آمد فی
اس سے نصف بھی آمد نہیں ہوئی۔ کیسے افسوس کی بات
ہے کہ جس ذریعہ سے آمدنی کثیر حاصل ہو اسی کے مسافروں کی
تکلیف کے اسد کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ درجہ سوم
کے مسافروں کی عزت اور خوشحالی کا رونا روٹے
ہوئے اہل اخذ تمک گئے ہیں لیکن کیا مجال کہ حکام منتظم
کے کان پر چون بھی چلے۔ گریس کے موسم میں پانی کو روتے
ہیں کھانا ایسا خراب ملتا ہے کہ ناگفتہ بہ اہمیت حسب لکڑہ
لیجائی ہے۔ گاڑیوں میں شل پوشیوں کے بھرے جاتے ہیں
اور گاڑیاں بھی وہ جو حیوانوں کے لئے مخصوص۔ سب سے
زیادہ خرابی یہ ہے کہ پانڈ کا انتظام قطعی ندارد۔ گورنمنٹ کو
داجب ہے کہ ان نقائص کی طرف توجہ جلد سبذل کو
اور بالخصوص آخر الذکر نقص جو نہایت تکلیف دہ اور ناقابل
برداشت ہے تاہم مسکن فریکریٹ طرف توجہ دے (+) عام

بحوالی پفلٹ

کے نام شیخ ضیاء الحق نے تمام علیگندہ سے ایک خط اخبار عام
میں چھپوایا ہے جس میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پفلٹ میں جو لکھا ہے وہ
سب سچ ہے۔

تیسری نسبت جو بعض اخبارات نے فرضی جوئے اور
جوشنگ آباد یا حیدر آباد کی سکونت رکھنے کے بارے میں عیب و
غیب بے تحکے خیال باندھے ہیں اور نیز سر سے چال چلن پر
دھبہ لگایا ہے۔ وہ اخبار خواہ انگریزی ہوں یا اردو میں ان سے
صرف اسی قدر پوچھنا ہوں۔ اور وہ ذرا ایمان سے جتنا نہیں کہ
میں کچھ ہی کیوں نہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں سب سچ ہے۔
میرا لکھا ہوا پفلٹ تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ اپنی غلط اور
یکطرفہ رائے سے اسکا بنانا چاہتے۔ وہ دلیہ بحوالہ تمام اخبارات
کو تو میری نسبت پیچھے تحریک کریں پہلے ان مرزائوں کو

ہی ابھاریں۔ کہ اگر وہ سچے ہیں اور میں نے ہی ملینی اور خدشا
پس سے سرکار عالیہ کے انتظام ریاست اور خاص اچھے بھاریز
اور سخت حکم کیا ہے۔ تو وہ کہیں نہیں بٹش عدالت سے چلا
جوا کرتے اور کس لئے اس یہودہ الزام کے دفعیہ کی کوغوش
میں سکت ہیں۔ میرا ریاست میں نہ ہونا اور ریاست کی پختی
عہدہ داروں کے ہاتھ میں نہ آنا کیوں بغیضی خیال کیا جاتا
ہے جبکہ میں اور وہ سب سب پختی مرزا پر ادس کے ایک
حکیم الطبع کریم النفس شہنشاہ گورنمنٹ کے تابع ہیں۔
اگر واقعات دراصل واقعات ہیں اور ان میں آفتاب
جیسی درخشاں صداقت کی کچھ بھی جاں نہ تھلا عالم اور
جھوٹے اس آنکھوں کی اندھا کر دینے والی روشنی سے
مقابلہ کو جہد ملن نہ ٹھیکے۔ مجھ کو ان اخبارات کی رائے و
تحریرات کا کچھ افسوس نہیں ہے جنہوں نے خاص یہی قسم
کی تحریرات اور یہودہ گویوں کے لئے اپنے اخبارات کو ایک
آکر بنا رکھا ہے اور آنکھیں بند کر کے دامن طبع کھول دیا ہے۔
میرے پاس اس جلتے ہوئے شہور انگریزی اخبار کے لئے اس
بارے میں کافی دلائل موجود ہیں کہ جب اسکی شمی گرم کی گئی
تو اس نے اپنی اس رائے سے دوسری دن منہ پوڑا۔
جس کو اس نے پختی عہدہ داران کے خلاف نہایت تیا کہ
لکھا تھا اور پھر اس کے بعد کسی طرح گزشت کی طرح رنگ بدلے خدا
کو کہ کہیں مقرر ہو یا خود مع کی ڈینگ مارنے کو پفلٹ کو
جھوٹا ثابت کرنے والے میدان میں آئیں۔ تو اس وقت ظاہر
کہ وہ لگا کہ سچ کس کے ہاتھ میں تھا اور پبلک کو دھوکہ دینے کا
طبع حریف جسوٹ کا علم کس بے شری دے حیالی سے بلند
کئے ہوئے پھرتے تھے۔



مسٹر گلید سٹون کا استعفاء

پاساں گزرتے ہوئے جنہوں کے استعفیٰ ہونے کی خبر ایک ماہ پہلے کی مکتوب معلوم کی تھی؟ اس کی نسبت مسٹر گلید سٹون کی بجا اہم اخبارات و قلمی اداروں کی طرف سے مسٹر گلید سٹون کا خاندان ایک روز اکثر اشخاص اخبار کے پاس گیا اور بیان کیا کہ میرے پاس ایک تانہ خبر نہایت با وقعت موجود ہے اگر آپ ۵۰ پونڈ میں تو میں بتلا سکتا ہوں مگر ۵۰ پونڈ خبر بتلانے سے پہلے بے لومکا یہہ معاملہ کسی اخبار سے طے نہوا۔ تو خاندان پاساں گزرت کے اڈیچ کے پاس پہنچا۔ نویشنے ۵۰ پونڈ پر سودا کیا اور خاندان سے یہ خبر خرید لی کہ مسٹر گلید سٹون غریب استعفاء دینے والے ہیں۔ اس کا بیان کہ کہ استعفاء دینے کا ذکر کہانے کے وقت مسٹر موصوف کی بنائی سنا تھا۔ ولایت میں ایک خبر کے حصول کے لئے ۵ سو روپیہ صرف کر دیا گیا ہندوستان میں اکثر ایسی اخبارات کا سالانہ خرچ ۵ سو تک نہیں پہنچتا۔ یہ فرق دونوں ملک کے اخبارات میں ہے۔ (رسول ایڈیٹری ہون)

گوگلون روں کی تعلیم

ایک سال سے کلکتہ میں گوگلون اور بہروں کی تعلیم کے واسطے ایک مدرسہ جاری ہے۔ اس وقت میں شاگردوں کی تعداد گیارہ ہے۔ اس کے سالانہ صبرہ مارج ۶۰۰ روپے ہے۔ ہوا اہل علم میں ہونے کی نسبت کلکتہ کا ایک مدرسہ لکھتا ہے کہ جو بڑے مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے والدین کو نہیں بچا سکتے تھے وہ اب اور ماں کہنے لگ گئے حتیٰ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے کہ اسی پر مشر مجھ پر دیا کر۔ ایک نوجوان لڑکے کی آواز جس نے کرسی پر کھڑے ہو کر یہہ تختہ پر لکھا نشان کیا اس قدر صاف تھی جیسی کہ تندرست کی بوسکتی ہے وہ مختصر فقرے کہہ سکتا تھا۔ ایک عجیب بات یہہ نظر آئی کہ وہ ایک مدرسے

کے سوالوں کا جواب دیتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے جمع کے سوال بھی کئے۔ اسے ہستی نقشہ بھی جلسہ کے پیش ہوئے۔

جرمنی اور ہندوستان

ایک امر میں ہندوستان کو ملک جرمنی سے نہایت ہی مشابہت ہے اگر حضرات خیال و ذرا میں لگے کہ یہ الہی ہندوستان کو جرمنی سے کیا نسبت۔ کہاں راہ پر صوبہ کہاں لگائی تھی۔ کہا جرمنی علم و ہنر کی کان۔ کہا نیم وحشی فائدہ مست ہندوستان کو کہو مارے کیا تعلق۔ تندرست کو مارے کیا مشابہت۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ما صاحب ہم ہر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ کسی چھوٹی بات میں بھی جرمنی کو ہند سے نسبت ہو سکتی ہے۔ ہاں گہری رنگت کے لوگ۔ یہاں سیاہ فام۔ یہہ و ذوق بخت وہ فخر و فرجام۔ وہ حرفت و صنعت تجارت و حکمت میں سرآمد و درکار یہہ فلاکت و تکلیف۔ رغبت و جہالت میں گرفتار۔ یہاں علم سنسکرت کو فہمی میں لگ ہونے کے کسی نے نہ بچا۔ وہاں مردہ زبان کو دوبارہ زندہ کر دکھایا۔ ہاں لاکھ فوج تو اعداں اور جبار۔ یہاں حرفت پونے دو لاکھ پیدل اور ایک لاکھ سوار۔ وہاں پوس سبھاگ میسے آزاد مزاج تہبران بلند خیال۔ یہاں کے پولیشین نسبت بہت خوشامدی۔ برادر شغال۔

لیکن ہم پھر بھی کہیں گے کہ ہندوستان بعد المشرقین کے ایک بات میں ہندوستان جرمنی سے اس قدر ملتا ہے کہ بعض دفعہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ کہیں ہندوستان جرمنی تو نہیں مطلق فرق معلوم نہیں ہوتا پس اسے چھپاؤ اور اسے دکھاؤ گویا ایک ہی تھیلے کے چٹے ہیں یا دو توام جانی ہیں کہ ایک دوسرے میں تیراکی کی شکل ہے کہنے اور گوش ہوش سے کہنے کہ اس سال جرمنی کے خزانہ کی بھی معینہ کی حالت ہے جو خزانہ ہند کی ہر دہاں بھی اسی قدر گہا ہے جس قدر

یہاں۔ وہاں بھی خزانہ کی بڑی کڑی کے لئے اس وقت در آمد مخصوص لگانے کی تجویز ہے۔ وہاں بھی چاندوں طرف سے شرمناک و بلند ہوگا۔ فرق حرفت آتا ہے کہ وہاں رعایا کی فزاید و زائد۔ خیال کی جاتی ہے اور یہاں اس کی طرف سے کان بند کرنے جاتے ہیں۔ لیکن اس خفیف تفاوت کے لئے ہم اس اڈویشن کو فائدہ سے دینا پسند نہیں کرتے کیونکہ خدا خدا کر کے آج ہر ایک بات میں دنیا کے ہندو تین ملک سے ہمسری کا دعویٰ ہوا ہے۔ (رسول ایڈیٹری ہون)

عجیب پاگل بن

کوئٹہ ۱۸۔ ماہ حال کو ساتویں مہینے سبزیں جس کو سبزی سے کوٹ جانے کا حکم ہوا ہے ایک درناک حادثہ۔ ایک سوار نے پاگل ہو کر سب لدار اور دم دیگر سواروں کو فوج کیا اور دم دیگر آدھوں کو اس قدر مجروح کیا کہ ان میں سے بھی دو سکے ہیں۔ اس نظم کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ مگر کہتے ہیں کہ اس شخص سے اور سب لدار سے کچھ رنج تھا سوار دوسروں کے ساتھ کوئی خانگی تنازع تھا۔

شکل کے روز بورالائی میں فرقہ بردہ کے ایک آدمی نے معزول خان قلات کے ایک سنتری پر حملہ کر کے اس کو مجروح کیا مگر وہ سکر سنتری نے غازی مذکور کو گولی سے مجروح کر کے گرفتار کر لیا مگر وہ دیر تک تڑپ تڑپ کر رہا۔ اور کہہ گیا کہ معزول خان کے ساتھ میری تہی تھی و اوپر ہر دیکھ کر مجھے ہمارے جوش پیدا ہوا۔

الٹی بلا گلے پڑی

اگر وہ سے ایک صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ نہایت نہیں ایک بحث کا خانہ چڑھ اگر ہ نے پولیس کو ایک مارا اور یہ کہنے کی جو رپورٹ کی تھی وہ غلط ثابت ہوئی ہے جس سے تو ہم عجیب خوش ہو رہے ہیں۔ اور شرمناک صاحب مجھرت نے

مُلکِ اُوشہم کے مختصریں

لندن میں بادِ جون سنہ ۱۸۵۱ء میں ایک عالمی کانفرنس ہوگئی جس میں اطرافِ جنوب سے... شرکتِ شاہ ہو گئے۔ اس میں نکلیا جانے والا کسی مذہب کو کس قلماسی حاصل ہوئی ہو۔

ملکہِ مسٹر قمر ہند سائے سات بجے صبح کو ہنگامے اٹھتی۔ اور آٹھ بجے غلہ بستی میں ایک گندہ ٹھہرتی ہیں۔ دو بجے سڑکی کی میت میں کام کرتی ہیں۔ معمولاً ۱۵ ہزار کا غلہ پر سالانہ دستخط کرتی ہیں۔

سلاطین یورپ نے میدانِ کاندھار کے لئے جس قدر فوجیں تیار کر رکھی ہیں ان میں روس سب سے بڑا کر ہے۔ چنانچہ اس کی فوج کی تعداد آٹھ لاکھ ہے۔ دیکھئے ران سر تو تیار ہیں لاکیا انجام ہوتا ہے۔

سر مارٹن ڈیورڈ صاحب کو سفارتِ کابل کی خدمات کا سیال کے صدر میں نیشنل سفارتِ ملہران کا عہدہ ملا ہے۔ بحیثیتِ سفیر ایران اُن سے بہت سے فوائد کی توقع ہے۔

یولاء ضلع ناسک میں حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص بازار سے بجا وغیرہ گزارنا چاہے ایک لمپ سٹیر اس تاریخ وقت لاؤ۔ نیز ان بازاروں کی اطلاع دینا چاہئے۔ بصورتِ خلاف دہری سزا دیگی۔

ممبئی میں ایک فوجی سوار کے پاس سے ہاپنڈ ناچار فیون برآمد ہوئی جس کی قیمت نو سو پچاس روپے تھی۔ گوڈنٹ نے ایفون ضبط کر لی اور سوار پر دو سو روپے جرمانہ ہوا۔

زبان نامی ایک ماہواری رسالہ بمبئی سے نکلا ہے۔ اس کے اوڈیشی منشی علی الدین رشک کھنوی ہیں۔ اس کے ذریعہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ملک کی اردو زبان اصلی درجہ پر

پہنچ جائے۔
شوالہ پور میں ایک مرہٹہ عورت سستی ہو گئی۔ اس نے اپنا جسم نئی کتے سے تر کر لیا اور آگ لگالی پہلے کھڑے ہر چند اُس کے بچے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جل کر مر گئی۔

کونسل رائیسے میں ولایتی کپڑے پر محسوس ہونے کی تجویز کثرت رائے سے منظور ہوئی۔ محسوس کے مخالف گیاہ رائے میں تھیں۔ اور دوسری طرف سات۔ واسیلے کی تقریر کے بعد شریف بل منظور کیا گیا۔

حیدر آباد میں ہندوستانی کے باہمی تعلقات دوپیل کے درخت جن کو ہندو لوگ قابلِ پرستش سمجھتے ہیں کاٹ ڈالنے کی وجہ سے نازک ہو گئے ہیں۔ اور ہندو دورنگ مقدمہ چلانا چاہتے ہیں۔

اخبارات میں جو یہ خبر شہر ہوئی تھی کہ رزینٹ حیدر آباد نے حکم دیا ہے کہ کوئی شخص ملائین کی منظوری کے ریاست میں ملازم نہ رکھا جائے۔ اس خراج کی تردید سرکاری طور پر کی گئی ہے۔

میسور ہر اخبار ایک سال کے لئے حکمرانیت بطور لازمی بند کیا گیا۔ اس پر یہ الزام تھا کہ ۲۰ تاریخ کے پرچہ میں ایک گفتگو شیع کی جو بیک کو نہایت شاق گذری۔

دہلی کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک سرکاری جاری کیا ہے کہ آئینہ کو حکام بوقتِ دروہ چاروں سے چوکی پر رکھا کام نالیں۔ یہ کام دیہات کے چوکیداروں کا ہونے سے لینا چاہئے۔

کلکتہ الہی خان پولیس ساجنت نے ایک ہندو فقیر کو کہا کہ بازار میں فلان جگہ پر بیٹھو۔ اس پر فقیر نے ناراض ہو کر ساجنت کے پیٹ میں زور سے ہسٹا چاقو مارا کہ وہ وہیں مر گیا۔

چاقو مارا کہ وہ وہیں مر گیا۔

لکھنؤ میں ایک سوسائٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے کہ غفلتِ قیدیوں کو جینا نہ دے رہا ہونے پر اپنا کوئی پیشہ جاری کرنے کے لئے مدد دی جائے۔ تاکہ وہ جرمِ پیشہ کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

رام پور میں نوب صاحب کی تقریر سنہ ۱۹۰۷ء پریل کو وقوع میں آئی تھی۔ کونسل آف ریجنل شکست ہو جاہلی اور انتظامی کونسل قائم ہوگی۔ سٹیجے کالون رزینٹ ہوں گے۔

کشمیر کے لئے نئے ملک ڈاک انگلستان سے بہت جلد تیار ہو کر آنے والے ہیں گرامیہ کہ پوسٹ آفس ہند بہت جلد ریاست کشمیر کی ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے گا۔

لاہور کا انگریزی اخبار وٹوئی کے ساتھ کھن ہر کہ ریاست کشمیر کے انتظام میں ملحق کسی طرح کا تغیر و تبدل نہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہادر صاحب کو اختیارات نہیں دیں گے۔

لاہور کے سکھوں نے ایک اور سلطان کو سکھ مذہب میں داخل کر لیا۔ اور اُس کا نام ہرنام سنگھ رکھا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کسی سلطان کے سکھ ہوجانے کی خبریں عجیب ہیں۔

لاہور۔ ایک ہندو عورت بس کی دھمکیاں بچہ تھا مار کھلی بازار میں گازی کے نیچے کھن کی۔ بچہ تو طیف چوٹ لگی مگر جیتا ہی گیا۔ بازار میں گازی کو بٹ لای کے ساتھ لٹکا کر دیا ہے۔

بقول کوہ نور لاہور کے شہر میں سلا باقی فوس صاحب سب محنت کے بعد گاتے بات کے ساتھ خوش سلا کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مددِ خوب آگست تھا۔ صاحب۔ معارف کی محنت باقی تمام سچیل کے لئے خوشی کا باعث بنی۔

خوشی کا باعث بنی۔

امیر شمس میں دوڑ کے جنگ ہوتے ہوئے لکڑیوں کی چھت سے گر کر حجت ہو گئے۔ افسوس کی بات کہ صدمہ لڑکھن کی جانیں جنگ بازی کی بدولت ضایع ہو چکی ہیں مگر لوگ اس کھیل سے باز نہیں آتے +

دلیسی ریاستوں کی شاہی فوجوں کی چاندی کے امتحان میں نابہر کی سپا سپاہ نے اعلیٰ درجہ حاصل کیا اور اعلیٰ انعام پائے۔ پٹیل کے صوبہ دار نے گورنر کو حضور وائس سے تمغہ تعزیری ملا +

بقول ریاض ہندیا نند کالج کے بوجنگ ہوس کی بدانتظامی کی شکایت کر۔ ایک خاص سردار صاحب نے آتے ہی ایک لڑکے کے کہنے پر باہر ملازم ایک تختہ موقوف کر دے۔ اور نئے ملازم رکھے ہیں +

میسور کے اخبار ہند کے بند کرنے کی تجویز مہاراجہ صاحب میسور نے بھی منظور کر لی۔ اور اڈیٹر اخبار کو سے تمام عزیزان کی نفی مانگی گئی ہے۔ معلوم کیا کریں گے +

جلیپور کے ریڈیٹ کرنل بنگا کے سنسٹی چنے نے بس بقول سیہ اخبار کرنل پر پٹیل کی جگہ مقرر ہوں گے اور لفٹ کرنل دلی صاحب جواب کو ٹیس میں ریڈیٹ میں اوپر میں مقرر ہوں گے +

کوٹہ میں ساتویں سٹی لیسز کے ایک سپاہی نے رسالہ راونین سپاہیوں کو مار ڈالا ہے چاکر کو سخت جج کیا جن میں دو قریب لڑکے ہیں۔ یہ شخص کہتے ہیں یا گل ہو یا تھا +

اکال رگڑ ضلع گوجرانوالہ سے ایک صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ موضع شاہ رحمان میں ایک شخص نے ایک لڑکے کو نہایت بیرحمی سے قتل کر کے خود ہی خفہ نہ میں مسلح دیدی +

چھترہ وار لکھتا ہے کہ اس سال تمام مقامات میں ہولی کا تہوار امن امن سے گزرا تعلیم و تہذیب کی

ترقی و رفتار کے ساتھ جگہ جگہ ہولی پر ہولکڑی ہو رہی ہے +

میسرٹھ کے کلکٹر محشریے مشر میں اسٹ بجارہ منوٹا۔ مہاجمال کو انتقال کر گئے ران کی لافضہ وصیت جلائی گئی۔ کچھ دنوں کے بعد روز قبرستان میں دفن ہوئیں اور کچھ ولایت پہنچنے پہنچ گئیں +

یولہ ضلع ناسک میں ہندوستان میں باہم صلہ ہوئی اور دوست جاری ہو گئی ہے جس شخص نے سب میں سو کا پیسہ بٹھا کر شہت نے اس کا پتہ لگانے والے کو پانسو روپیہ کے انعام کا شہتہ دیا ہے +

بقول شہنہ بھگور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے حکم نافذ فرمایا ہے کہ جو شخص کچری میں چھپکے اس سے دو چنے جرمانہ لیا جاوے۔ معلوم نہیں یہ خبر کس قدر صحت رکھتی ہے +

سرکار میسور نے اپنی ریاست میں فک کی سداوار پرکس قائم کرنے کی تجویز کی ہے جس میں فکری لیا جائے گا اور وہ خط زدہ لوگوں کی امداد و اعانت کے لئے جمع لکھا جائیگا +

مبلی میں گدشتہ جنگ معنوی میں سرکار کا ۵۰ ہزار روپیہ صرف ہوا اور ثابت ہو گیا کہ اگر گدشتہ معنوی پر بحری راستہ سے کوئی غنیمت حاصل ہو تو شہر کو بڑی آسانی نصیب ہو سکتی ہے لہذا زیادہ استحکام کی ضرورت ہے +

رنگون۔ ایک پریسین سنی پیرس۔ دہوش ہو گیا ہے گورنمنٹ نے مشہور کیا ہے کہ جو کوئی اس کا سرخ کاٹا اسے پانچ سو روپیہ انعام ملے گا۔ اسی دن سے ایک بیودن مالدار سوداگر کی بیوی بھی غائب ہے +

ضلع ستہ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے باجا بجائے کی نسبت حکم نافذ فرمایا ہے کہ بلا اجازت انسلان پولیس کوئی شخص کسی تقریب پر باجا نہ بجاوے۔ تمام اہل ہند اس حکم سے ناراض ہیں +

پونا میں محکمات مدرس کی ایک کانفرنس منعقد

ہوئی۔ اور ایجاب تعلیم پر خوب تقریریں ہوئیں۔ نور ہاشم پاس ہوئے جن میں ایک یہ تھا کہ تمام زمانہ مدارس سے مل کر کو خارج کر کے تعلیمات رکھی جائیں +

دلی مسٹی بد ہو جاتا ساکن محلہ ملی نے مجھوڑیا دلی کشتہ جہاد درخواست دی تھی کہ ہولی کی تقریب پر جواگ میں لکھ بنانے کی اجازت مل جائے۔ لیکن لکھ پولیس نے بوجبات چند جہان منظور کرادی +

بھوپال سے چند شخص خیالی فساد پیدا کرنے کے گریں صاحب کے زمانہ میں ملک بدلتے گئے تھے ان میں سے دو شخص پھر بھوپال میں آکر آجے ہیں اور کوشش ہو رہی ہے کہ ان کو پھر حدود ریاست سے نکال دیا جائے +

یولہ میں گدشتہ فساد کے باعث تعزیری پولیس مقرر ہو گئی جس کا خرچ وہاں کے باشندوں کو دینا پڑے گا۔ سعادت دار اور اعلیٰ پولیس انسپکٹر مغل غفلت ملازمت سے موقوف کئے گئے +

اعظم گڑھ کے بلوہ کے مقدمہ میں محمد ہم ملزوں کے ۲۲ بری کئے گئے۔ ان کو تین تین سال قید عت ہوئی اور ۱۰ کو جس دو میں عبیر روپائے شوری سزا دی گئی +

رنگون کے چھ بڑے بڑے سوداگروں نے نرخ تبادلہ کے یک سخت کم ہو جانے سے اپنی دوکانیں بند کر دی ہیں۔ اور سنا جاتا ہے کہ چار دوکانیں اور بند ہوں گی نرخ تبادلہ نے ملک میں شورش برپا کر رکھی ہے +

بقول ریاض ہندیلو سے کے ملازم بھی جہ لینے کی تجویز کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی درخواست کی کیا شد انگلش میں اور پالیوین کر رہے ہیں کہ پوین میں سے ملازموں کو بہت مزور دیا جائے +

ستارہ کے سشن جج صاحب نے ایک دکاندار کو جھوٹے اور ان اور پیلے استعمال کرنیکی بادش میں دو سال قید سخت کی سزا دی۔ وزن کے کو باٹ رکھنے والوں کو اس سے سنا لیا گیا +

رویداد جلسہ خاص میونسپل کمیٹی لوڈیانا

باجلاس شہزادہ محمد نادر صاحب سی۔ ای۔ ای پریذیڈنٹ۔
سیرجس خواجہ حسن شاہ صاحب۔ سیرجس دایمی صاحب۔
لارنس رام صاحب ساہوکار۔ لالہ دیوی داس صاحب۔ یوکی
محمد حسن صاحب۔ مفتی جیم بخش صاحب۔ پیر غلام محی الدین
شاہ صاحب۔ سید نور محمد علی شاہ صاحب۔ سید غلام محمد
صاحب۔ لالہ گل کشو صاحب۔ لالہ ارشد دی رام صاحب
چوہدری کنڈن سنگھ صاحب +
(واقع ہسٹری ستمبر ۱۹۵۷ء)

نمبر ۱۔ کاغذات لگائے جانے معمول پیدا دیو بیرون
ازہ و دیو بیو سیل لودیانہ یعنی رقبہ بنکوتی اطراف لودیانہ پور
تجزیہ زمینی کھریفہ اور بھوسہ پیداوار اطریش کا کھولنا
چونگی سے بری ہی باقی اشیاء پر محصول لگایا جاوے۔ یہ
شرح برودت کے ایک نہایت زرخیز ہو کر ہر درختوں کی گہ
پنجاپ ارسال کری جاوے +

نمبر ۲۔ رپورٹ اور سیر میونسپل لودیانہ معتمد
کینی صفائی دبدبہ بند کر لینے والی ٹی ڈاکٹر نسبت مشہور
فرخ سیر اور صاحب پریذیڈنٹ نے زبانی فرمایا کہ شہزادہ فرخ سیر
کے بلے کار استہوار اوپر وہ نہ نہیں سکتا اس لئے کمیٹی کی
طرف سے بل بنایا جاوے اور خواجہ حسن شاہ صاحب نے
تائید فرمائی +

تجزیہ زمینی کے متعلق ایک تہمید تعمیر بل پیش ہونے
شہزادہ فرخ سیر صاحب کمیٹی منظور کی جاوے اور سیر فوراً
کام جاری کر دے۔ راستہ پانی کا اب جاری کیا جاوے +

نمبر ۳۔ رپورٹ سکریٹری صاحب دبدبہ کاروائی
زیر دفعہ ایکٹ ۱۰۱ سلسلہ نسبت مکان دولت رام پسر
دوئی بل واقعہ محلہ فرخ خطر ملک حالت میں ہو اور گرنے والا ہو
تجزیہ زمینی کے سبب کمیٹی تعمیرات کی خدمت میں لکھا جاوے

کرتاجی ملاحظہ کر کے کام لگا دیوے اور اگر ضرورت پائی جاوے
تو حصر کرنے والے کو لوگوں کے پچھلے کے لئے اپنے سامنے
مزد دیوے یا بیسی مرست کو دیوے کہ جس سے خطرہ کا ذخیرہ
ہو جاوے +

نمبر ۴۔ کاغذات دبدبہ لونس ڈائی صاحب
ناہو صاحب سید اشرف بیو سیل پور ڈسٹریکٹ جو برسات
صاحب ڈپٹی کمشنر بہاؤ موصول ہوئی +

اتفاق رائے سے تجویز ہوئی کہ دیا جانا ڈائی لونس صاحب
ساہوکار کا مسٹر کرک ہیڈ مسٹر ٹیکر ہیڈ مسٹر ٹیکسپل پورڈ
سکول لودیانہ کو نام منظور کیا جاوے کیونکہ سید مسٹر کا ملازمین
دینے لونس کے نہیں اور وہ یہاں آگے ہیں سکول
متزلزل ہو کر کی ٹھکانا کی آمدنی فیس و سختی جربانہ وغیرہ
طلباء پر ہوتے ہی جس کے باعث باشندگان شہر ہر وقت
شکایتی ہوتے ہیں +

نمبر ۵۔ روبرج صاحب ڈپٹی کمشنر بہاؤ لودیانہ
موجودہ ہسٹری ستمبر بکٹ لکھنؤ و میونسپل لودیانہ
تجزیہ زمینی کے سہرا لکھنؤ سہرا صاحب و خواجہ
حسن شاہ صاحب و مفتی جیم بخش صاحب سب کمیٹی مقرر
ہو کر بکٹ بہت جلدی تیار کر کے ہر اندھو جی جنرل کمیٹی
میں پیش کریں +

رویداد جلسہ خاص میونسپل کمیٹی لوڈیانا

باجلاس شہزادہ محمد نادر صاحب سی۔ ای۔ ای پریذیڈنٹ۔
بالورائے بروڈ صاحب دایس پریذیڈنٹ۔ سیر دایمی صاحب
صاحب اکثر اسٹنٹ کمشنر سید غلام محمد صاحب۔
لالہ منار رام صاحب ساہوکار۔ لالہ دیوی داس صاحب۔
لالہ ارشد دی رام صاحب۔ لالہ منار رام صاحب تاجر۔

مفتی وجیہ الدین صاحب۔ سید نور محمد علی شاہ صاحب۔
مولوی محمد حسن صاحب +
(واقع ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

نمبر ۱۔ مسٹر رام دایمی سہا صاحب اکثر اسٹنٹ
کمشنر بہاؤ و میونسپل کمیٹی لودیانہ حسب منشا جناب صاحب
ڈپٹی کمشنر صاحب بہاؤ دیو دیانہ۔ واسطے منظور کئے جانے۔
خط توضع صاحب ملا پولیس آفیسر قلع پھلور واسطے
سید دسہرہ دوہوم لکھ اور واسطے رشیدی جن یوم صاحب
کے واسطے +

تجزیہ زمینی کے خرچ واسطے کا منظور کیا جاوے اور
چوہدری کنڈن سنگھ صاحب و لالہ منار رام صاحب تاجر
منبرین میونسپل اس انتظام کے واسطے مقرر ہو کر اور سیر
لکھنؤ سہا صاحب کو صاحب اس کا سمجھا دیوین اور سیر
عس جو کل ملے گئے ہیں وہ وضع کئے جاویں اور
کے واسطے +

رویداد جلسہ معمولی میونسپل کمیٹی لوڈیانا

باجلاس شہزادہ محمد نادر صاحب سی۔ ای۔ ای پریذیڈنٹ۔
خواجہ حسن شاہ صاحب۔ لالہ دیو داس صاحب۔ سیرجی
غلام محی الدین صاحب۔ سید نور محمد علی صاحب ملاطسا
صاحب تاجر۔ ملا محمد عین شاہ صاحب سول سرجن بہاؤ
لالہ ارشد دی رام صاحب۔ مولوی محمد حسن صاحب +

(واقع ۲۰۔ نومبر ۱۹۵۷ء)

درخواست ہائے حصول اجازت +
نمبر ۱۔ گینسی محلہ پورانی محلہ گڑھی محلہ گڑھی محلہ گڑھی محلہ گڑھی
تجزیہ زمینی کے حسب ذیل منبر صاحبان حلقہ دس کمیٹی
تعمیرات نمبر ۱۰۰ سے نمبر ۱۰۰ تک اجازت لے دی جاوے ہائیڈرو

شعر و سخن

... انسان نے خیال کیا ہوگا کہ شاعر و شاعر سے شعر و سخن کی سبھی نور افشاں کے حمد و ثناء سے نابلد مفلوج ہیں جس کی یہ سبھی شعر کی عدم و بے ہی یا عدم لغوی معنوی معنوی ہوتی ہے: لہٰذا غزل میں تو بعض سبھی مبتدی شاعرانہ کی ہمارے پاس کئی ایک کئی مہول ہیں کہ جن کاغذ میں نہ دج کرنا دج کرنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم ان کی تعداد کو نظر انداز کرنے سے انہیں بہت بہت اور بے دل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم نہایت میں انہیں شائع کرنے سے اس لئے تامل ہے۔ کہ غیر تو انہیں میں ایسی نامعلوم نظم کو بد چسپی نہ پڑیں گے۔ اور سبھی شاعری کی تحقیر کریں گے۔

فی الحال ہم نہایت آسان طرح پر جو خفیف میں ایک نہ تعریف غزل دج اخبار کرنے ہیں۔ اور اُمید رکھتے ہیں کہ دیگر سبھی شاعر بھی اس طرح پر طبع آسانی کریں گے۔ اور پھر یہ سلسلہ شعر و سخن نور افشاں میں جاری ہوگا۔ (ادیش)

غزل

میں نے کے خون خمرہ میں بند ہے خدا کے ہیں
طلب قلہاں میں ہم اُس با وفا کے ہیں
راہ اور سچائی۔ زندگی۔ سب کچھ سیح ہو سو
پنیر اسی لئے تو ہم اُس رہنما کے ہیں سو
دُنیا میں آوے ہو کے تجھ سے کلام حق ہو
کردار کیا عجیب یہ اُس کبریا کے ہیں!
بندوں کو اسرار ہو فقط تیری ذات کا
اُمید و ارباب تیرے فضل و عطا کے ہیں

سہمیں کے ہم پر گنتے گائیں دلائیں جو
بابند ہم حضور کی شاہی رضا کے ہیں
ماہر ہونے۔ چلکھی بیشک کرے گا تو۔

دیر پڑے سوخت تیرے دار الشفا کے ہیں
حلال شکایت کسی کی ذات ہر عطر
ہم منظر بل اسی شکل کشا کے ہیں عطر
نعمت میں بار بار مصیبت میں برکت
دنیا پرست دیکھنے والے ہو کے ہیں
تفہیم حق محال کلام مجید کی ہو
اقوال کس کے حق میں یہ کل انبیا کے ہیں؟
پایا سدا قدس میں اگر مسیح کے ہو
میل میں کشان سید اس نقش پاک ہیں
دلکرا کلام حق کا ہر اس واسطے سفید
نعمت تیرے کلام پہ یہ ہم جہد کے ہیں

رباعی

مغنی بکھی شباب دیکھا ہم نے
ہستی کو خواب آب دیکھا ہم نے
جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ پہ کھلا
جو کچھ دیکھا وہ خواب دیکھا ہم نے

رباعی

جب آمد عینی پہ قیامت ہوگی
اعمال کی بسندوں کے عدالت ہوگی
بے حجب کسی کوئی مقبول سفید
طاعت نہ عبادت نہ ریاضت ہوگی

انشاد

بنوں شش میں ایک کلیچہ ٹراہو ایک واعظ اور
ایک ہتھاکہ کی عزت پر کلیچہ ٹراہو واعظ پشتواں اور
استاد انگور دیکھو جو نہ فرست کرید سندا فتم ہو در خواست
کنندگان عیسائی اور نیک چینی دھڑکادی کے سار شکست
رکھنے والے ہوں اور منخواہ کا فیصلہ شتر سے کریں ہوں
امش
دیکھو پمیل صاحب ہوا دیکھو پمیل شربل

لودیانہ

ہفتہ زیر اشاعت میں سٹی راجن طالب علم ساکن
کوئٹہ نے جو امتحان دینے کے لئے یہاں آیا تھا عجیب و محفل
حرکت کی۔ یعنی وہ عبد اللہ ڈار سو اگر کی دوکان پر ایک جوتا
بوٹ خریدنے کے لئے گیا۔ بوٹ کا سودا نہ بنا۔ اور اس آٹا میں
اُس دوکاندار کے قفل کی گنجی جو فرش پر پڑی ہوئی تھی اٹھی اور
چلتا ہوا: رات کے وقت وہ کئی میکرو دوکان پر گیا اور قفل کھلا۔
گرماس کے لوگوں نے جو اُس وقت بازاریں تھے اُس کو قفل
کھولتے دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے۔ اور کہیں اس وقت دوکان
کھولتا ہے۔ تو جواب دیا کہ میرے چچا عبد اللہ نے اس وقت: دین
جوڑے جوتے نگائے ہیں۔ لوگوں کو شہ گزرا اور اُس کے
ساتھ چلنا چاہا مگر در راستہ میں سے بھاگے لگا۔ لوگوں نے
پکڑ لیا اور پولیس کی گلیا جہاں سے چلاں عدالت ہو کر وکیلا
قید اور پانچ روپیہ جرمانہ کا سنا لیا اب ہوا
(تقدیم پیش سہم تقدیم احوال، ۲۰)